88180 ـ اگر تصوير حرام ہے تو پھر ٹيلى ويژن اور ويڈيو ديكھنا كيسے جائز ہوا ؟

سوال

مجھے ايك بھائى نے كہا كہ فوٹو گرافى حرام ہے، چنانچہ ميں نے اس مسئلہ كے متعلق علماء كرام كے فتاوى جات كا مطالعہ كيا تو اس كى حرمت ميں اختلاف پايا، ليكن جس پر ميں مطمئن ہوں اور جس كو تسليم كرتا ہوں وہ مستقل فتوى كميٹى اور شيخ ابن باز رحمہ اللہ كا فتوى مانتا ہوں.
اب ميرے نزديك يہ بات طے شدہ ہے كہ ہر قسم كى تصوير حرام ہے، ليكن ضرورت و حاجت والى تصوير جائز ہو گى، اور كسى بھى قسم كى تصوير سنبھال كر ركھنا حرام ہے، مگر ضرورت والى نہيں، اور جو شخص اپنى تصوير بنانا قبول كرتا ہے وہ مصور كے حكم ميں ہى آتا ہے، كيونكہ وہ تصوير بنوانے پر راضى ہے.
ليكن شيخ ابن باز رحمہ اللہ كے فتوى كے مطابق ٹيلى ويژن اور ويڈيو ديكھنا جائز ہے، تو ميرا سوال اور مجھے اشكال يہ ہے كہ:
تصوير كو حرام كہنے والے (مثلا شيخ ابن باز اور مستقل فتوى كميٹى) ہاں كيا تصوير ديكھنا جائز ہے (يعنى وہ تصاوير جو برائى سے خالى ہوں) اور بغير كسى ضرورت كے ديكھى جائيں، يعنى صرف تفريح كى خاطر، چاہے اس تصوير كو بنانے كا وسيلہ كوئى بھى ہو؟
اور اگر جائز ہے تو ميں اس كے درميان اور برائى سے منع كے درميان جمع كيسے كر سكتا ہوں، كيونكہ تصوير ايك برائى ہے، اور اسے روكنے كا كم از كم درجہ دل سے برا جاننا ہے.
تو اس طرح ميں اس كى طرف ديكھوں بھى نہ اور جہاں تصوير ہے وہاں سے دور رہوں، اور اگر مجھے كوئى شخص ويڈيو كلپ ديكھائے تو ميں اسے ديكھنا بھى قبول نہ كروں، جناب والا آپ سے گزارش ہے كہ اس اشكال كا حل پيش كريں، اور مجھے بتائيں كہ آيا ميں صحيح طرف جا رہا ہوں يا غلط سمت ميں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ نے جو بيان كيا ہے كہ فوٹو گرافى ہے، اور بغير كسى ضرورت اور حاجت تصوير ركھنى حرام ہے، اور اگر برائى اور بے حيائى سے خالى ہو تو ٹى وى اور ويڈيو ديكھنا جائز ہے، يہ اہل علم كى ايك جماعت جن ميں شيخ ابن باز رحمہ اللہ اور مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام شامل ہيں.

دوم:

اور آپ نے جس اشکال کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے جواب دیا اور یہ بیان کیا ہے کہ تصاویر ویڈیو وغیرہ کی ریل پر بنی ہوئی ہوتی ہیں جن کا نہ تو کوئی مظہر ہے اور نہ ہی منظر ہے، یعنی وہ ظاہر نہیں ہوتیں اور نہ ہی دیکھی جاتی ہیں بلکہ وہ مقناطیسی لہریں اور شعائیں ہیں اس لیے جو کیمرہ کے ساتھ تصاویر بنانے کو جائز نہیں سمجھتے انہوں نے ویڈیو کو جائز قرار دیا ہے.

شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" موجودہ نئے طریقہ سے تصویر کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

نہ تو اس تصویر کا کوئی مشہد ہو اور نہ ہی مظہر، جیسا کہ مجھے ویڈیو کی ریل میں موجود تصاویر کے متعلق بتایا گیا ہے، تو اس کو مطلقا کوئی حکم حاصل نہیں، اور نہ ہی مطلقا یہ حرمت میں داخل ہوتا ہے، اس لیے جو علماء کاغذ پر فوٹو گرافی سے منع کرتے ہیں ان کا کہنا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں، حتی کہ یہ سوال کیا گیا:

آیا مساجد میں دیے جانے والے دروس اور لیکچر کی تصویر بنانی جائز ہے ؟

تو اس کے جواب میں رائے یہی تھی کہ ایسا نہ کیا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے یہ چیز نمازیوں کے لیے تشویش کا باعث ہو، اور ہو سکتا ہے منظر بھی لائق نہ ہو.

دوسری قسم:

کاغذ پر موجود تصویر.....

لیکن یہ دیکھنا باقی ہے کہ: جب انسان مباح تصویر بنانا چاہے، تو اس میں مقصد کے اعتبار سے پانچ احکام جاری ہونگے، لہذا اگر اس نے کسی حرام چیز کا قصد کیا تو یہ حرام ہوگی، اور اگر اس سے واجب مقصود ہو تو یہ واجب ہے، کیونکہ بعض اوقات تصویر واجب ہو جاتی ہے، اور خاص کر متحرك تصویر، مثلا جب ہم دیکھیں کہ کوئی شخص جرم کر رہا اور اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے یعنی وہ کسی کو قتل کر رہا ہے اور ہم اس کو تصویر کے بغیر ثابت ہی نہیں کر سکتے، تو اس وقت تصویر بنانی واجب ہوگی.

اور خاص کر ان مسائل میں جو معاملات کو مکمل کنٹرول کرتے ہیں، کیونکہ وسائل کو احکام مقاصد حاصل ہیں، اگر ہم اس خوف اور خدشہ کی بنا پر یہ تصویر بنائیں کہ کہیں مجرم کے علاوہ کسی اور کو اس جرم میں نہ پھنسا دیا

جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ تصویر بنانا مطلوب ہو گا، اور اگر تفریح کی بنا پر تصویر بنائی جائے تو بلاشك و شبہ یہ حرام ہے. انتہی.

دیکھیں: الشرح الممتع (2 / 197 ـ 199).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (10326) اور (13633) اور (20325) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .